RAHAT-UL-QULOOB
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.rahatulquloob.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

علاج معالجے کے سلسلے میں خواتین کو درپیش مشکلات ومسائل اوران کا حل (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

Problems faced by women in terms of treatment and cure (In the light of Islamic teachings)

AUTHORS

1. *Prof. Dr. Abdul Ali Achakzai, Professor / Chairman, Department of Islamic Studies, UOB, Quetta. Email: abdulali.uob@hotmail.com*
   orcid id: https://orcid.org/0000-0002-6509-9721
2. *Dr. Syed Bacha Agha, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt: Postgraduate College, Quetta. Email: agha211179@gmail.com*
   orcid id: https://orcid.org/0000-0002-8366-5854

How to Cite: Achakzai, Prof. Dr. Abdul Ali, and Dr. Syed Bacha Agha. 2021. "URDU: علاج معالجے کے سلسلے میں خواتین کو درپیش مشکلات ومسائل اوران کا حل (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں): Problems Faced by Women in Terms of Treatment and Cure (In the Light of Islamic Teachings)". *Rahatulquloob* 5 (1), 161-76. https://doi.org/10.51411/rahat.5.1.2021/339.
URL: http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/339
Vol. 5, No.1 || January–June 2021 || URDU-Page. 161-176
Published online: 05-03-2021

QR. Code

علاج معالجے کے سلسلے میں خواتین کو درپیش مشکلات ومسائل اوران کا حل (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

Problems faced by women in terms of treatment and cure (In the light of Islamic teachings)

[1]عبدالعلی اچکزئی، [2]سید باچا آغا

ABSTRACT:

Since diseases have been a part of human life, Islam has also prescribed cures for various diseases, as stated by the Prophet: "Allah Almighty has not revealed any such disease, but He has also revealed its cure." In a healthy society and in order to perform one's duties effectively in the family affairs, it is very important for the women to be healthy. Therefore, the Shari'ah has laid great emphasis on the treatment and cure of women, because there are different types of diseases, but there are some diseases that are specific only to them, these diseases cause physical and psychological changes in women. The slightest omission and carelessness in the meanwhile gives rise to many dangerous diseases and not only that, but it also affects their worship. Some of these diseases are as: Menstruation, postpartum, istihaza, licorice, pregnancy diseases, infertility, contraception, abortion, etc. Apart from the specific diseases mentioned above, women may face many difficulties in the treatment of common ailments. In view of these difficulties, Islam has given clear injunctions. There are also clear guidelines for physicians treating women. The purpose of this article is to cover all of them.

Keywords: diseases, women, terms of treatment and cure, healthy society, family affairs.

اللہ جل جلالہ کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ایک نعمت صحت کی نعمت ہے، مشاہدے کی بات ہے کہ اگر انسان صحت مند ہے تو وہ معاشرتی زندگی کے معمولات اور عبادت الٰہی میں پورے نشاط اور استمرار کے ساتھ مشغول ہوتا ہے اور اگر صحت کی یہ نعمت میسر نہ ہو تو پھر جتنا بھی دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرے یا روزمرہ کے فرائض انجام دینا چاہے، اس کو نشاط اور استقامت حاصل نہیں ہوتی، اسی وجہ سے شریعت میں صحت کی بہت زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

نعمتان مغبونٌ فيهما كثيرٌ مِنَ النّاسِ الصِّحَةُ وَالفَرَاغُ[1]

ترجمہ: دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں رہتے ہیں (ان کی قدر نہیں کرتے) صحت وفراغت۔

حضرت عبداللہ بن محصن انصاریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من اصبَحَ مِنْكُمْ آمِناً في سربِهِ مُعَافىً في جَسَدِهِ عِنْدَهُ قُوتُ يَومِهِ فَكَانّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنيا[2]

ترجمہ: جو شخص تم میں سے اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنے گھر یا قوم میں امن سے ہو، جسمانی لحاظ سے تندرست ہو اور ایک دن کی خوراک اس کے پاس موجود ہو تو گویا اس کے لیے دنیا، اپنے تمام تر سازوسامان کے ساتھ جمع کر دی گئی۔

امن اور صحت کے ساتھ ایک دن کی خوراک فی الواقع بہت بڑی نعمت ہے، گویا اسے ایسی آسودگی حاصل ہوگئی جیسی کسی کو ساری

دنیا مل جانے پر ہو سکتی ہے اور اگر امن یا صحت نہ ہو تو دنیا بھر کے خزانے بھی انسان کے لیے بے کار ہیں، کیونکہ دولت کے انبار انسان کو امن فراہم کرسکتے ہیں نہ صحت و توانائی سے ہمکنار کرسکتے ہیں۔ صحت اور تندرستی کی قدر کرنی چاہیے کیونکہ اس نعمت کا دیگر نعمتوں کے ساتھ قیامت کے دن سوال ہو گا، جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوّل مَایُسألُ عَنْہُ یومَ الْقِیٰمَۃِ یعنی من العبد مِنَ النّعِیم ان یّقَالَ لَہٗ اَلَمْ نُصِحَّ لَکَ جِسْمَکَ وَنُرَوِّیْکَ مِنَ الْمَآءِالْبَارِدِ[3]

ترجمہ: قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نعمتوں کے بارے میں سوال ہو گا کہ کیا ہم نے تیرے جسم کو صحیح و تندرست نہ کیا تھا اور کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہ کیا تھا۔

اس لیے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی صحت کا خیال رکھے، کیونکہ انسان کا وجود اور اس کی حیات خود اس کے لیے ایک امانت خداوندی ہے، اس کی حفاظت صرف اس لیے ضروری نہیں کہ انسانی فطرت اس کا تقاضا کرتی ہے، بلکہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس سے انحراف خدا کی ایک امانت کے ساتھ خیانت اور حق تلفی ہے اور جس کے بارے میں میدان حشر میں بھی پوچھا جائے گا۔

صحت کی درستگی انسانی اخلاق پر بھی اثر انداز ہوتی ہے، کیونکہ اچھی صحت انسان کو دوسروں کی خدمت، عبادات اور روزمرہ کے تمام کاموں میں مؤثر کردار سرانجام دینے پر مجبور کرتی ہے اور خوشگوار زندگی کے مواقع فراہم کرتی ہے اور اگر صحت نہ ہو تو مایوسی، گھبراہٹ، چڑچڑا پن، ناامیدی اور اللہ تعالیٰ سے شکوہ شکایت عام پایا جاتا ہے، دل کی بشاشت جاتی رہتی ہے، حالانکہ دل کی بشاشت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک اہم نعمت ہے، جیسا کہ عبداللہ بن حبیب نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہ ہم ایک مجلس میں موجود تھے، اتنے میں آپ ﷺ تشریف لائے، آپؐ کے سر پر پانی کا نشان تھا، ہم میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم آپؐ کو آج کے دن خوش پاتے ہیں، آپؐ نے فرمایا ہاں: الحمدللہ، پھر لوگوں نے مالداری کا ذکر کیا، آپؐ نے فرمایا: لاباس بالغنی لمن اتقیٰ والصحۃ لمن اتقی خیرمن الغنیٰ وطیب النفس من النعیم[4] "مالداری اگر تقویٰ کے ساتھ ہو تو کچھ قباحت نہیں ہے اور صحت بہتر ہے متقی کیلئے مالداری سے اور دل کا خوش رہنا بھی ایک نعمت ہے"

انسان اللہ جل جلالہ کی ہر نعمت کا محتاج ہے، خاص کر کے صحت اور تندرستی کا محتاج تو بہت زیادہ ہے اور اگر کسی کو صحت و تندرستی کی نعمت حاصل ہے تو سب کچھ ہے اور اگر صحت و تندرستی نہیں ہیں، تو ساری دنیا کا بھی مالک بن جائے تو اس کی زندگی اجیرن ہے۔ صحت مند اور توانا زندگی گزارنے کی ترغیب دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

المؤمنُ القوی خیرٌ مِنَ المُؤمنِ الضعیف وفی کُلّ خیرٌ اِحْرِصْ عَلیٰ ماینفعُکَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَلَا تعجز[5]

ترجمہ: توانا مؤمن کمزور سے بہتر ہے، البتہ دونوں میں بھلائی موجود ہے، جو چیز تمہارے لیے فائدہ مند ہو اس کی جستجو کیا کرو اور اللہ سے مدد مانگتے رہو اور لاچار بن کے نہ بیٹھے رہو۔

حدیث میں ایمان واعتقاد اور روحانی کیفیت کے لحاظ سے قوی اور ضعیف دونوں قسم کے مؤمن افراد کو خیر کا مرکز قرار دیا گیا ہے، البتہ دنیاوی لحاظ سے چست وہوشیار رہنے اور ہمیشہ نفع مند اقدامات کے ذریعے اپنی قوت کو برقرار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اسی طرح آخری جملے میں سستی وکاہلی اختیار کرنے اور محنت سے جی چرانے سے منع کر دیا گیا ہے۔ نفسیاتی وجسمانی قوتوں کا تحفظ اور متوازن استعمال کی تلقین ونصیحت

آج کے اطباء اور ماہرین صحت بھی کرتے ہیں، وہ اس غرض کیلئے قوت بخش غذاؤں کے ساتھ مفید ورزشوں کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں، آرام طلبی اور پڑے رہنے کے بجائے چاق وچوبند رہنے کیلئے محنت اور جفاکشی اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ صحت کے جدید نظریے کے مطابق محض امراض سے پاک ہونا صحت مند نہیں کہلاتا، بلکہ انسانی بدن میں ایک خاص مقدار میں قوت کا ہونا بھی ضروری ہے، جس کے باعث نہ صرف اس کے اعضاء تمام وظائف انجام دیں بلکہ اس میں اتنی مدافعانہ صلاحیت بھی ہو کہ وہ امراض کے جراثیمی حملوں کو پسپا کرسکے۔

علاج ومعالجہ کی شرعی حیثیت:

انسان کے دنیا میں آنے کے ساتھ ہی اس کے جسم کو عوارضات لاحق ہوتے رہتے ہیں، جن کا تعلق آب وہوا، خوراک اور خود انسان کے تخیلات فاسدہ اور اعمال کی بے اعتدالیوں سے ہے، زمانہ قدیم سے یہ ہوتا رہا ہے کہ ہر انسان نے اپنی طبعیت اور مزاج کی ناسازی (جس کو بیماری کہا جاتا ہے) اگر خود نہیں جانتا تو اس کے دفعیہ کیلئے اپنی قریبی زیادہ واقف کار سے اس کا ذکر کیا ہے اور اس واقف کار نے اپنے تجربہ اور واقفیت سے اس کا ازالہ کیا ہے، اسی کا نام علاج ہے۔ بیماری میں علاج کروانا سنت نبویؐ ہے کیونکہ آپؐ نے علاج کرانے کی ترغیب دی ہے، جیسا کہ حضرت اسامہ بن شریکؓ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا، چند بدو آئے اور کہا یا رسول اللہؐ! کیا ہم دوا کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا:

نعم: یاعباداللّٰه تَداووا فإِنَّ ا للّٰه عَزَّوَجَلَّ لَمْ یَضَعْ داءً اِلَّا وَضَعَ لَهٗ شِفاءً اودواءً اِلَّا داءً واحدً فَقالُوایارسُول اللّٰه ومَاهُو قال الْهَرَمُ[6]

ترجمہ: ہاں اے اللہ کے بندو دوا کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر یہ کہ اس کے لیے شفاء بھی پیدا کی یا فرمایا دوا پیدا کی ہے، سوائے ایک بیماری کے، انہوں نے پوچھا وہ کونسی ہے؟ آپؐ نے فرمایا بڑھاپا۔

ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ حضرت ابو خزیمہؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! یہ رقیہ جس سے ہم دم وغیرہ کرتے ہیں اور یہ دوائیاں جنہیں ہم بطور علاج استعمال کرتے ہیں اور یہ پرہیز وغیرہ کیا تقدیر کو روک سکتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہِیَ من قدرِاللّٰه[7]۔ "یہ (علاج، پرہیز وغیرہ) بھی تو تقدیر الٰہی ہے"

مذکورہ روایات کو نقل کرنے کے بعد ابن القیم الجوزی لکھتے ہیں": منکرین علاج کا کھلا رد اس میں ہے جو یہ کہتے ہیں کہ شفاء تقدید الٰہی میں پہلے سے لکھی ہوئی ہے، پھر علاج کس لیے کیا جائے، اور اگر شفاء مقدر نہ ہو تو علاج سے حاصل نہ ہوگی، اس لیے کہ انسان کی بیماری تقدیر الٰہی کی بنیاد پر پیدا ہوتی ہے اور تقدید الٰہی نہ روکی جاسکتی ہے نہ گھٹائی بڑھائی جاسکتی ہے۔۔۔ خدا کے رسولؐ نے ان اَن پڑھ دیہات کے باشندوں کو کیا دل لگتا جواب دیا کہ آگے سوال کی گنجائش باقی نہ رہی۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ جھاڑ پھونک، یہ احتیاط بھی تقدیر الٰہی ہی ہے، اسی وجہ سے تو انسان نے اسے اختیار کیا، اس لیے ان اسباب کا اختیار کرنا تقدیر الٰہی کی مخالفت اور اس سے گریز نہیں، بلکہ ایک تقدیر کا بدلنا اور ٹالنا دوسری تقدیر کے ذریعہ ہے، لہذا یہ رد تقدیر بھی تقدیر ہی ہے، اس لیے کوئی تقدید الٰہی کے پھندے سے اپنے آپ کو کیسے نکال سکتا ہے، جیسے بھوک مقدرات میں سے ہے، اس کا دفاع بھی تقدیر ہے، پیاس اور گرمی وسردی تقدیر ہے، ہر ایک کا دفاع اور بدل دینا ٹالنا خود تقدیر ہے، دشمن کو جنگ کے ذریعہ بدلنا بھی تقدیر الٰہی ہے، اس لیے دافع مدفوع اور خود فعل دفاع ساری چیزیں تقدیر الٰہی ہیں، ان میں سے کسی کو تقدیر الٰہی سے انحراف

نہیں"۔[8] نبی اکرم ﷺ نے بیماری کے دوران اپنا علاج خود بھی کیا ہے اور دوسروں سے بھی کروایا ہے، جیسا کہ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ :

كان لا يُصيبُ رَسُولَ الله ﷺ قُرْحَةٌ ولا شَوكَةٌ إلّا وَضَعَ عَليها الحِناء[9]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کو جب بھی چھری تلوار کا زخم لگتا یا آپؐ کے کوئی کانٹا چبھتا تو آپؐ اس پر مہندی لگاتے تھے۔

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ :أنّ رَسُولُ الله ﷺ إحْتَجَمَ وَأعْطى الحَجّامَ اجْرُهُ وَاسْتَعَطَ[10]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور لگانے والے کو اس کی اجرت دی اور آپؐ نے ناک میں بھی دوا ڈالی۔

خواتین کے مخصوص امراض اوران کا علاج:

بروقت علاج معالجہ اگرچہ معاشرے کے ہر فرد کے لیے ضروری ہے، لیکن خواتین کے لیے اس کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، کیونکہ ایک عورت اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کیلئے ایک مضبوط سائے کی مانند ہے، اگر وہ بیمار ہو گی تو اسے سے خاندان کے افراد کی زندگی متاثر ہو گی، اولاد کو مختلف پریشانیوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا، وہ گھریلو امور وذمہ داریاں صحیح طور پر سرانجام نہیں دینے پائے گی، بیماری کی وجہ سے اس کی عبادات پر بھی اثر پڑے گا، لہذا اس کے لیے بروقت اپنا علاج کرنا نہایت ضروری امر ہے۔ ویسے امراض تو مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں جو مرد عورت دونوں کو لاحق ہوسکتے ہیں، لیکن بعض امراض ایسے ہیں جو صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں، ان میں سے بیشتر ایسے امراض ہیں جو حقیقت میں امراض نہیں کہلائے جاسکتے، کیونکہ یہ قدرتی اور فطری معاملات ہوتے ہیں جو خواتین کے ساتھ مخصوص ہیں، لیکن بے احتیاطی، غفلت اور عدم توجہ کی وجہ سے یہ معاملات امراض کی شکل اختیار کرلیتے ہیں، لہذا ذیل میں ان مخصوص امراض میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی ان سے متعلق احتیاطی تدابیر اور علاج ومعالجہ سے متعلق مختلف اقدامات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

1: حیض(ماہواری):Menstruation:

حیض لغت میں سیلان (بہنے) کو کہتے ہیں، شریعت کی اصطلاح میں اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کے رحم (بچہ دانی) کے اندر سے متعینہ اوقات میں بغیر کسی بیماری یا زخم کے نکلتا ہے، اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تمام بنات آدم کے حق میں مقدر کردیا ہے، اسے رحم مادر کے اندر پیدا کرکے اثناء حمل بچہ کے لیے غذا کا بندوبست کیا ہے، پھر یہی خون ولادت کے بعد دودھ کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے، جب عورت حمل میں نہیں ہوتی یا بچہ کو دودھ پلانے والی نہیں ہوتی تو اس خون کا کوئی مصرف نہیں رہ جاتا، لہذا متعینہ اوقات میں خارج ہو جاتا ہے، اسی کو اردو میں ماہواری کہتے ہے، یہ عورت کے بالغ ہونے سے شروع ہوتا ہے اور عموماً پچاس، پچپن سال کی عمر تک باقی رہتا ہے۔

علامہ سید امیر علی نے مختلف احادیث اور تفسیری روایات کے حوالے دے کر نقل کیا ہے کہ حیض کے معاملے میں یہود اور نصاریٰ افراط وتفریط کے شکار تھے، یہود حائضہ عورتوں کو ساتھ نہیں رکھتے تھے اور نہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے تھے، دوسری طرف نصاریٰ حائضہ عورتوں سے جماع کرتے تھے اور کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے، لیکن اسلام میں اس معاملے میں بھی اعتدال پایا جاتا ہے، حائضہ عورتوں کے ساتھ سوائے وطی کے یکجا رہنا، ساتھ کھانا پینا جائز ہے[11]۔ اسی طرح حائضہ عورت کا بدن، پسینہ اور جھوٹا پاک ہے، اس کا کھانا پکانا، آٹا گوندھنا وغیرہ سب درست ہے، اسی طرح سیال چیزوں میں ہاتھ ڈالنا بھی بلا کراہت جائز ہے۔ حیض چونکہ ایک ایسا معاملہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے

ساتھ خاص کیاہے اویہ ایک فطری عمل ہے اس لیے حقیقت میں یہ مرض نہیں بلکہ اس سے متعلقہ مسائل امراض کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، جس کی وجہ سے خواتین کو کافی مسائل کا سامنا کرناپڑتاہے، حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہیں، بعض اوقات مختلف عوامل کی وجہ سے ماہواری کے آنے میں پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں جس کی وجہ سے عورت کو کئی طرح کی بیماریاں لاحق ہوسکتی ہیں لہذا ان سے بچنے کی خاطر امراض نسواں کی ماہر طبیب اور خاص کر خاتون ڈاکٹر سے رجوع کرناچاہیے۔

2: حمل:

حیض یاماہواری کا بند ہونا حمل کے ٹھہرنے کی علامت ہے، حمل کے مختلف مراحل ہیں، جیسا کہحضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا:

اِنَّ خَلْقَ اَحَدِکُمْ یُجمعُ خلقُهٗ فی بطن اُمِّهٖ اربعین یوماً ثُمَّ یکُونُ فی ذٰلكَ عَلَقَةً مثل ذٰلك ثُمّ یکُونُ فی ذٰلِك مُضْغَةًمثل ذٰلك ثُمَّ یُرْسَلُ الْمَلَكُ فَینفَخُ فیْهِ الرُّوْح[12]

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک کی ابتدائی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں کی جاتی ہے (چالیس چالیس دن کے تین مراحل میں) چالیس دن مرحلہ (نطفہ) میں، پھراتنی مدت مرحلہ علقہ (خون کے لوتھڑے) میں اور پھراتنی ہی مدت مرحلہ مضغہ (گوشت کے لوتھڑے) میں، اس کے بعد فرشتے کو بھیجاجاتاہے، وہ اس میں روح پھونکتاہے۔

عموماً ماں کے پیٹ میں بچہ حمل کی صورت میں نومہینے تک رہتاہے، اس دوراں خواتین کو بہت سے جسمانی عوارض کا سامنا کرنا پڑتاہے، جس کی وجہ سے ماں اور بچے کو کئی بیماریاں لاحق ہوسکتی ہیں، جیسا کہ ڈاکٹر کاشی رام لکھتے ہیں: ''مسلسل متلی اور شدید قے جو بعض اوقات تمام حمل کے زمانہ میں جاری رہتی ہیں اور دیگر معدے کی خرابیوں کی وجہ سے مریضہ کی غذا جزو بدن نہیں بنتی اور مریضہ دن بدن لاغر اور کمزور ہوتی چلی جاتی ہے، یہیں تک اکتفاء نہیں بلکہ جنین کی نشوونما کی ضروریات مریضہ کی صحت پر بھی برا اثر ڈالتی ہیں، ایسے حالات میں مریضہ کی یہ کمزوری عموماًمریضہ کی موت (وضع حمل سے قبل یابعد) کاباعث ہوا کرتی ہے، جب تک مریضہ کو ٹھیک منتخب شدہ دوانہ دی جائے[13])''

حمل کی ان مختلف النوع پیچیدگیوں سے بچنے کی خاطر عورتوں کو مندرجہ ذیل تدابیر پر عمل کرناچاہیے:

عورت کو چاہیے کہ وہ حمل کے آغاز سے ہی اپنے دل ودماغ میں یہ احساس پیدا کرلے کہ ایک اہم ترین امانت اس کے سپرد کی گئی ہے اور ''ماں'' کے عظیم منصب پر فائز کرنے کے لیے اس کا انتخاب کیا گیاہے جو خوش قسمتی کی بات ہونے کے ساتھ ساتھ ایک امتحان وآزمائش بھی ہے، اس لیے اس خوش قسمت خاتون کو چاہیے کہ وہ روحانی، جسمانی اور طبی ہر لحاظ سے احتیاط اور پاکیزگی کا راستہ اپنائیے۔

ہر ماں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ حمل، رضاعت اور بچے کی پرورش کے دوران روحانی لحاظ سے محتاط طرز عمل اختیار کرے، اللہ رب العزت کی فرمانبرداری اور نبی اکرم ﷺ کی تابعداری کو اپنی زندگی کا شعار بنائے، نماز کی پابندی کرے، حلال رزق کھانے کا اہتمام کرے اور خود کو ہر قسم کی بے ہودگی اور گناہ سے محفوظ رکھے، کیونکہ ماں کے اعمال وکردار کا بچے کی تربیت اور شخصیت پر بہت گہرا اثر مرتب ہوتاہے۔ اسی طرح عورت کو چاہیے کہ حمل کے دوران بچے کو دودھ پلانے اور پرورش کے زمانے میں بچے کی صفائی ستھرائی، اس کے لباس کی پاکیزگی اور

صاف ماحول کا اہتمام کرنے کے ساتھ اپنی جسمانی طہارت اور پاکیزگی کا خصوصی خیال کرے، کیونکہ حضور ﷺ نے الطھور شطر الایمان[14] (صفائی نصف ایمان ہے) فرما کر صفائی کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ اسلئے حمل کے دوران اگر کوئی خاتون صفائی ستھرائی کے بنیادی اصولوں پر عمل نہیں کرے گی تو اس کے نتیجے میں جہاں وہ خود بیماریوں میں مبتلا ہو سکتی ہے، وہیں وہ اپنے بچے کی صحت اور اس کی جان کیلئے بھی خطرہ بن سکتی ہے۔

حاملہ عورت کو چاہیے کہ وہ دوران حمل متوازن غذا استعمال کریں، اللہ رب العزت نے دودھ، سبزیوں اور لحمیات کی صورت میں جو فطری نعمتیں عطا فرمائی ہیں، ان کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے اور ناقص، مضر صحت، بازاری اور مصنوعی چیزوں کے استعمال سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے، کیونکہ ماں کی خوراک کے بچے کی صحت، جسامت اور دماغی طاقت پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں، اگر پیدائش کے وقت بچہ کمزور ہو تو اس کی ایک بڑی وجہ ماں کا صحت مند نہ ہونا یا اس کی خوراک سے غفلت بھی ہو سکتی ہے، چونکہ حاملہ عورت ایک نئی زندگی کی پرورش کر رہی ہوتی ہے، اس لیے اس کو غذاؤں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، یاد رہے کہ ماں کی بہتر غذا بچے کی بہتر صحت کی ضامن ہے۔ ایک غذائی سروے کے مطابق ہمارے ملک میں تقریباً ۴۰ فیصد سے زائد حاملہ خواتین خون کی کمی کا شکار ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کو جتنی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اس سے بہت کم اور غیر متوازن غذا استعمال کرتی ہیں۔

چونکہ حمل کے آغاز سے ہی انسانی جسم میں تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہیں اور طبی لحاظ سے مختلف مسائل ایک آزمائش ہیں، اس لیے ماں کی دیکھ بھال اور طبی معائنہ بھی بہت ضروری ہے اور طبی معائنے، نیز علاج معالجے اور زچگی کے عمل کی نگرانی کے لیے ایک تعلیم یافتہ، تربیت یافتہ اور اپنے فن میں ماہر اور تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر یا مڈ وائف وغیرہ کا انتخاب کرنا چاہیے۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں ہر ایک لاکھ بچوں کی پیدائش کے دوران 276 ماؤں کی موت واقع ہوتی ہے اور ماؤں کی یہ شرح اموات شہری علاقوں کی نسبت دیہی علاقوں میں بہت زیادہ ہے، ترقی یافتہ ملکوں میں یہ شرح دس سے بھی کم ہے۔ دنیا بھر میں جدید تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ اگر زچگی ہنر مند افراد اور خاص طور پر مرکز صحت میں کروائی جائے تو ماؤں کی شرح اموات اور پیچیدگیوں میں نمایاں کمی ہو سکتی ہے، لیکن پاکستان میں 2004ء کے دوران صرف 31 فیصد زچگیاں ہنر مند افراد کے ذریعے کروائی گئیں، جبکہ 69 فیصد زچگیاں غیر تربیت یافتہ دائیوں کے ذریعے کروائی گئیں، صرف 28 فیصد زچگیاں ہسپتالوں یا مرکز میں ہوئیں جبکہ 72 فیصد زچگیاں گھر میں کروائی گئیں، حمل اور زچگی کے دوران پیچیدگی کی صورت میں ماں کو مرکز صحت منتقل کرنے کی سہولیات بہت کم ہیں، خاص طور پر دیہی علاقوں میں یہ سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں، جن علاقوں میں صحت کے مراکز موجود ہیں وہاں عملی کی غیر موجودگی، ضروری ادویات کی کمی اور دیگر ضروریات مثلاً بلڈ بنک وغیرہ کا نہ ہونا عام مسائل ہیں۔ لہٰذا ان مسائل کے حل کیلئے حکومت وقت پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔[15]

3: اسقاط حمل:(Abortion):

حمل کی طبعی مدت تقریباً نو مہینے اور کچھ دن ہوتی ہے، جب جنین مقررہ مدت سے پہلے ہی رحم سے خارج ہو جاتا ہے تو اسے اسقاط حمل کہتے ہیں۔ حمل گرنے کا خطرہ حمل قائم ہونے سے بچہ پیدا ہونے تک کسی وقت ہو سکتا ہے، لیکن اس کا زیادہ خطرہ تیسرے ماہ تک ہوتا ہے، اس کے بعد حمل کے پختہ ہونے کے باعث اس کے گرنے کا اندیشہ بہت کم ہوتا ہے، اگر کسی وجہ سے ساتویں مہینے میں حمل گر جائے تو بچہ عموماً زندہ

رہتا ہے اور سات ماہ سے کم عرصہ کا جنین عموماً زندہ نہیں رہتا۔ اسقاط حمل کی عموماً درج ذیل وجوہات ہیں:

اچھلنا، کودنا، زینے پر چڑھنا، دہشت، کثرت مجامعت، رنج و غم، افکار و آلام کی زیادتی، مسہلات یا قے دلانے والی ادویات کا استعمال، امراض رحم، عام کمزوری اور خون کی کمی، گرم اور ثقیل چیزیں کھانا، چوٹ لگنا، بھاری بوجھ اٹھانا، ہچکولے والی سواریوں میں سفر کرنا اور بعض خاص امراض مثلاً چیچک، خسرہ، شدید ملیریا، نمونیہ، سل، شدید کھانسی وغیرہ اسقاط حمل کا سبب بن سکتے ہیں۔ اسقاط حمل سے پہلے عورت سست اور بے چین رہتی ہے، کمر، پیٹ اور رانوں میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد درد ہوتا ہے، جو آہستہ آہستہ بڑھ جاتا ہے اور بچہ دانی سے خون جاری ہو جاتا ہے، بعض عورتوں کو اسقاط کے وقت متلی ہوتی ہے یا قے آجاتی ہے، بعض کو خون کم آتا ہے، بعض کو اتنا زیادہ آتا ہے کہ موت کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، بچہ دانی سے خون بہنے لگتا ہے، خصوصاً جبکہ دوسرے یا تیسرے مہینے کا حمل ساقط ہو رہا ہو۔ اسقاط حمل سے اس قدر قیمتی جانیں ہر سال ضائع ہوتی ہیں کہ ان کی تعداد اموات اطفال سے بھی زیادہ ہے، بعض عورتوں کو ایک یا دوبار اسقاط حمل ہو جاتا ہے تو ان کا حمل باہر گرنے کی ایک عادت سی ہو جاتی ہے، جس سے ایک تو اولاد پیدا نہیں ہوتی، دوسرے عورت کی صحت پر نہایت برا اثر پڑتا ہے۔

اسقاط حمل روکنے کے لیے فوراً ہی کسی لائق طبیب یا طبیبہ سے رجوع کیا جائے اور مستقبل میں اسقاط حمل کو روکنے کی تدابیر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حمل ضائع ہو جانے کے بعد مریضہ کو کئی دن تک کسی قسم کی نقل و حرکت نہ کرنی چاہیے، عام طور پر عورتیں اسقاط حمل کے دو چار دن بعد ہی چلنے پھرنے لگتی ہیں، یہ سراسر مضر صحت ہے۔ جن عورتوں کو اسقاط حمل کی عادت ہو، ان کے متعلق معالج کو خاص توجہ سے تشخیص مرض کی ضرورت ہے، دایہ کی امداد سے اندرونی حالت بھی معلوم کی جاسکتی ہے اور پھر رفع سبب سے کام لیں۔[16]

4: نفاس:(Post-Partum Bleeding):

بچہ کی پیدائش کے بعد خون جاری ہوا کرتا ہے، اس خون کو نفاس کہتے ہیں اور اس زمانہ میں عورت کو نفساء کہا جاتا ہے، یعنی نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو رحم مادر سے ولادت کے وقت اور ولات کے بعد خارج ہوتا ہے، در حقیقت وہ حمل کے وقت رحم میں رکے ہوئے خون کا بچا ہوا حصہ ہوتا ہے، ولادت کے بعد آہستہ آہستہ یہ بچا ہوا خون خارج ہوتا ہے۔ نفاس کی کم از کم مدت کیلئے کوئی حد مقرر نہیں ہے، چنانچہ یہ مدت ایک لحظہ بھی ہو سکتی ہے، لہذا اگر کسی عورت نے بچے کو جنم دیا اور ولادت کے فوراً بعد خون کا آنا بند ہو گیا یا بچہ پیدا اور خون آیا ہی نہیں تو نفاس کی مدت گزر گئی اور اس پر وہ تمام امور واجب ہوں گے جو ایک پاک عورت پر واجب ہوتے ہیں، البتہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہیں۔ نفاس کھل کر آنا زچہ کی صحت کیلئے اشد ضروری ہے اور تندرستی و صحت کی علامت سمجھا جاتا ہے، اگر نفاس کم آجائے یا جلد بند ہو جائے تو اس سے زچہ کو پرسوت کا بخار ہو جاتا ہے، ایسی حالت میں ماہر طبیب یا طبیبہ سے رجوع کرنا چاہیے اور ان کے نسخہ کے مطابق دوائیں استعمال کرنی چاہیے۔

ایک اہم بات یہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسلام نے حیض اور نفاس میں جماع کرنے سے سختی سے منع کیا ہے، اس لیے کہ حالت حیض و نفاس میں ہم بستری کرنے سے مرد و عورت دونوں کئی بیماریوں کو شکار ہو سکتے ہیں، ان سے جم لینے والی بیماریوں کی تفصیل کچھ یوں ہے: آتشک، سوزاک، پیشاب کی جلن، پیشاب کی رکاوٹ، مثانے کے غدود کا ورم اور سوزش، پتھری کے امراض، خواتین میں ایام کی رکاوٹ، شرم گاہ کی خارش، رحم کی ورم اور دیگر بیماریاں، لہذا ان بیماریوں سے بچنے کی خاطر اسلام کے فطری قوانین پر سختی سے عمل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

5: **استحاضہ:(Abnormal Uterine Bleeding)**

حیض اور نفاس کے علاوہ جو خون عورت کے رحم سے آئے اسے استحاضہ کہا جاتا ہے، یعنی خون کا غیر عادی اوقات میں آتے رہنا جو کسی بیماری یا خرابی کے سبب ہو اور رحم کی نچلی طرف رگ کے سبب یہ آتا ہے، اس کو عاذل کہتے ہیں، ہر وہ عورت ذات جس کو حیض کی عمر سے قبل جو کہ نو سال ہے، خون آئے یا حیض کی کم سے کم مدت سے کم خون آئے یا اکثر مدت حیض یا نفاس کی اکثر مدت سے زیادہ آئے یا عام ماہواری عادت سے زیادہ آجائے اور اکثر مدت حیض سے بڑھ جائے یا حاملہ عورت کو خون آجائے (اسی طرح آئسہ عورت یعنی جس کی عمر پچپن سال ہو جائے اور اسے خون آئے) تو یہ استحاضہ ہوگا[17]۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت جیشؓ آپؐ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اللہ کے رسولؐ، مجھے بہت زیادہ خون آنے کی شکایت ہے، بلکہ میں پاک ہی نہیں ہوتی، کیا میں نمازیں چھوڑے رکھوں؟ آپؐ نے فرمایا:

اِنَّما ذٰلك عرق و ليس بحيض وفي روايةٍ قال: اذا كان دم الحيضة فَاِنَّهٗ دمٌ اَسْوَدٌ يُعرف فاذا كان ذٰلك فامسِكِي عَنِ الصَّلاةِ فاِذا كان الآخر فتوضئِّ وَصَلِّي فانّما هو عرق۔[18]

ترجمہ: (نہیں) یہ (زائد خون) ایک مخصوص رگ کا ہے یہ حیض نہیں ہے، ایک دوسرے موقع پر فرمایا جب خون حیض آئے جو سیاہ رنگت والا بدبودار ہوتا ہے پہچانا جاسکتا ہے، تب نماز چھوڑ دو اور جب عام خون آئے تو صرف وضو کر کے نماز پڑھتی رہو، پس یہ ایک رگ ہے.

عورت کے بدن میں مخصوص صنفی امتیازات کے بارے میں یہ بہت باریک اور گہری بات ہے، درحقیقت علم وحی اس دقیق امتیاز وفرق کا دریافت کنندہ ہے، ورنہ ہمارے پاس طب کی دنیا میں ایسی کوئی شہادت نہیں جو یہ واضح کرسکے کہ آنحضرت ﷺ کی وضاحت سے قبل بھی عام لوگ تو کیا اہل علم اور اطباء بھی اسے جانتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حدیث بالا میں ایک تو خون کی ظاہری علامات کا تذکرہ فرمایا ہے، تاکہ کوئی سادہ ذہن عورت بھی خون حیض اور خون استحاضہ کا پہچاننے میں مشکل محسوس نہ کرے، لیکن اصل سائنسی انکشاف جو آپؐ کے بیان میں مضمر ہے، وہ یہ ہے کہ خون استحاضہ ایک رگ سے خارج ہوتا ہے اور خون حیض کی آمد اس ذریعہ سے نہیں ہوتی بلکہ وہ رحم میں جمع شدہ خون ہوتا ہے۔ فن جراحی، عورت کے رحم اور گردش خون کے نظام کو بچشم سر دیکھ لینے کے بعد ماہرین آج یہ تصدیق کر رہے ہیں کہ اندرونی حقیقت اس سے کچھ مختلف نہیں، خون حیض بتدریج رحم میں جمع ہوتا رہتا ہے، یہ خالص خون نہیں ہوتا بلکہ رحم کی دیگر رطوبتیں رحم کے مسامات سے خارج ہونے والا مواد اور جھلی کے ٹکڑے وغیرہ سب کچھ اس میں شامل ہوتے ہیں، یہ خون بدن کا حصہ نہیں ہوتا، بلکہ رحم میں ٹھہرا ہوا ہوتا ہے، اسی بناء پر اس کی رنگت سیاہی مائل اور بدبو سخت ناگوار ہوتی ہے، یہی علامات اس کی ناپاکی اور نجاست پر دلالت کرتی ہیں، لہٰذا ان علامات کے خون میں باقی رہنے تک عورت کو عبادات سے روک دیا گیا ہے، اس کے برخلاف خون استحاضہ ایک مخصوص شریان سے نکلنے والا تازہ خون ہے اور بدن کا حصہ ہے۔ بدن میں متحرک اور رواں ہونے کے باعث اس کی ناپاکی کا درجہ خون حیض جیسا نہیں، چنانچہ اس خون کی آمد کے دوران عورت کو محض تازہ وضو کرنے کا حکم ہے، وہ اپنی عبادات کا عمل جاری رکھ سکتا ہے۔[19]

6: **لیکوریا:**

لیکوریا ایک ایسا مرض ہے جس میں شرمگاہ سے سفید مادے کا اخراج ہوتا ہے اور یہ بیماری کمسن بچیوں، کنواری شادی شدہ اور بوڑھی

خواتین کو پیش آسکتا ہے، اس کی کوئی خاص مدت نہیں، اس مرض کا تعارف کراتے ہوئے حکیم نور محمد چوہان لکھتے ہیں ”:یہ اصطلاح دو یونانی لفظوں سے مرکب ہے، یعنی ”لیو کیو“ اور ”ریا“ سے، لیو کیوریا، لیو کیو ”سفیدی“ اور ”ریا“ اخراج یا جریان“ کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، اس مرض میں چونکہ عورت کے رحم سے سفید رطوبت خارج ہوتی ہے، اس لیے اس مرض کو لیکوریا کا نام دیا گیا ہے، اردو زبان کے لیے لیکوریا کی طبی اصطلاح عربی زبان سے لی گئی ہے[20]“ جبکہ دینی اصطلاح میں یہ مرض یا کمزوری کی وجہ سے نکلنے والا سفید مادہ ناپاک ہے۔ڈاکٹر جاوید اقبال اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”:زنانہ اعضائے تناسل کی بلغمی جھیلوں سے خاص قسم کی رطوبات خارج ہوتی رہتی ہیں اور یہ قدرت کی طرف سے ان اعضاء کی حفاظت اور کسی مقصد کے لیے خارج ہوتی ہیں، لیکن جب کسی بے احتیاطی یا بیماری کی وجہ سے یہ تراوش بڑھ جائے یا ان میں کوئی تبدیلی واقع ہو جائے، تو ان کا سیلان بڑھ جاتا ہے جو تکلیف دہ اور مریضہ کو کمزور کر دینے والا ہوتا ہے۔

سیلان الرحم بذات خود کوئی مرض نہیں ہے، کیونکہ ایک صحت مند عورت کو مخصوص حالات میں یہ سیلان ہونا ضروری ہوتا ہے، جیسے بلوغت کے بعد تمام خواتین کو حیض سے قبل یا انڈہ نکلتے وقت یا جماع کے وقت یہ سیلان خارج ہوتا ہے، لیکن اگر یہ سیلان بڑھ جائے اور ہر وقت خارج ہوتا رہے اور تکلیف کا باعث بنے تو یہ کسی نہ کسی بیماری جیسے رحم کی سوزش ورم یا رسولی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ماہرین کے مطابق یہ عارضہ نوے فیصد خواتین کو ہوتا ہے، اس لیے یہ کوئی زیادہ نقصان دہ نہیں ہے، لیکن اگر اس وجہ سے خواتین ذہنی طور پر بہت زیادہ پریشان رہنے لگیں اور اس کو اپنی کمزوری کا سبب سمجھنے لگیں تو یقینی طور پر وہ اس کے اثرات کا شکار ہو جاتی ہیں، اس لیے مناسب یہی ہے کہ جونہی اس عارضے کی علامات شروع ہوں تو مناسب دوا کے ساتھ ساتھ غذائی پرہیز (کھٹی اور چٹ پٹی چیزوں سے مکمل پرہیز) کر کے اس کو نارمل کیا جاسکتا ہے، لیکن اگر یہ علامات ختم نہ ہو رہی ہوں اور مستقل صورت اختیار کر لیں تو پھر کسی ماہر گائنا کولوجسٹ سے مکمل چیک اپ کرانا ضروری ہوتا ہے[21]“۔

7: پستانوں کے امراض:

خواتین کے ساتھ مخصوص امراض میں سے پستانوں کے امراض بھی ہیں، جن کی وجہ سے خواتین کو بہت تکلیف دہ عمل سے گزرنا پڑتا ہے، ان امراض میں پستانوں کی خارش، ورم، ناسور، رضاعت کے دوران بوجہ کمزوری دودھ کا کم ہونا، خون یا خون آمیز دودھ کا نکلنا، وغیرہ شامل ہیں، علاوہ ازین آجکل چونکہ فیشن کا دور دورہ ہے، اس فیشن نے بھی کئی خرابیاں پیدا کی ہیں، مثلاً آج کل خواتین اپنی نسوانی حسن کو قائم ودائم رکھنے کی خاطر پستانوں پر بریزئر کا استعمال کرتے ہیں، بریزیئر کا مقصد پستانوں کو ڈھلکنے سے بچانا ہے، اس لیے یہ اس انداز میں بنایا جاتا ہے کہ یہ پستانوں کو کھینچ کر رکھیں، جس کی وجہ سے بریزیئر ایک شکنجا نما چڑھاوا بن کر بے شمار امراض کا باعث بن جاتا ہے، اس کی وجہ سے بریسٹ کینسر کا بھی خطرہ رہتا ہے۔نیز اس کے استعمال سے عورتوں کا دودھ کم اور ختم ہو جاتا ہے، علاوہ ازیں اس کے استعمال سے چونکہ پستان ڈھکے اور گھٹے رہتے ہیں، اس لیے ان کے اندر حساسیت پیدا ہو جاتی ہے، مزید یہ کہ دن بھر کے کام کاج عورتوں کو اوپر نیچے ہونے پر مجبور کرتے ہیں، جس کی وجہ سے پستان بریزیئر سے رگڑ کھاتے رہتے ہیں اور یہی رگڑ مریض کے لیے الرجی کا باعث بن جاتی ہے، جس سے وائرس اور بیکٹریا کے جراثیم حملہ آور ہوتے ہیں، حتی کہ ایگزیما، جلدی خارش، پھنسیاں اور سوزش کے مریض تو اکثر پریکٹس میں ملتے ہیں۔تحقیقات سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ پستانوں پر بریزیئر کے دباؤ کا اثر جسم کے تمام اعصابی نظام کو متاثر کرتا ہے، ایسی خواتین ہمہ وقت مندرجہ ذیل کیفیات کا شکار ہو سکتی ہیں:

1: ایسی خواتین بہت حساس ہو جاتی ہیں اور چھوٹی موٹی باتیں زیادہ محسوس کرتی ہیں۔

2: خواتین میں چڑچڑاپن پیدا ہو کر ہسٹریائی کیفیت کا باعث بن جاتی ہے۔

3: کمر اور شانوں کے درد کی مستقل مریض بن جاتی ہیں۔

4: سر بوجھل اور دل پر گھٹن کے اثرات نمودار ہوتے ہیں۔

طبی ماہرین کے مطابق خواتین کو چاہیے کہ اول تو ان کا استعمال ترک کر دیں، اور اگر وہ ان کے استعمال پر مصر ہیں تو پھر باریک کاٹن کے کپڑے کی بریزئیر استعمال کریں۔[22]

عبادات کی ادائیگی میں رعایت:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "بیشک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا (اور اس کی سختی نہ چل سکے گی)[23]"۔ حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ دین بہت آسان ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مشقتیں ادیان ماضیہ میں تھیں، ان کی نسبت سے ہمارے دین میں "عسر" (سختی) کا بہت کم درجہ پایا ہے، اس نقطہ نظر سے تقابل کرنے پر احکام کا بہت بڑا ذخیرہ ایسا ملے گا کہ جہاں ادیان سابق میں شدت تھی اور ہمارے دین میں سہولت کر دی گئی ہے، یہ تو "یسر" یعنی سہولت و آسانی ادیان ماضی کے لحاظ سے ہے اور اگر دین اسلام کو اس کی حقیقت کے اعتبار سے دیکھا جائے تب بھی "یسر" ہی "یسر" ہے اور اگر انعامات کے لحاظ سے عبادات کو دیکھا جائے، تو دین فی نفسہ بہت سہل اور آسان معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ[24] "اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں"۔

مذکورہ آیت میں بھی اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی اور آرام چاہتا ہے، وہ نہیں چاہتا کہ تم زحمت و مشقت میں مبتلا ہو جاؤ، اگرچہ یہ بات یہاں روزے اور اس کے فوائد نیز مسافر اور مریض سے متعلق ہے، لیکن اس سے ایک اصول معلوم ہوتا ہے کہ احکام اسلام کی بنیاد سخت گیری پر نہیں، اگر کوئی حکم کسی مقام پر شدید مشقت کا باعث ہو تو وقتی طور پر وہ حکم اٹھ جائے گا، جیسا کہ ہمارے فقہاء نے کہا ہے کہ جب کبھی وضوء کرنے یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا یا ایسا کوئی اور عمل انسان کے لیے سخت زحمت کا سبب ہو تو وضوء کا حکم تیمم سے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا حکم بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بدل جائے گا۔ عبادات کی ادائیگی میں یہ رعایتیں اگرچہ ہر مرد اور عورت کو حاصل ہیں لیکن اسلام نے خواتین کے ساتھ ان کی فطری کمزوریوں کو مد نظر رکھتے ہوئے خصوصی رعایت برتی ہے، مثلاً یہ کہ حالت حیض و نفاس میں ان کے لیے نماز کو بالکل معاف کر دیا گیا ہے، تا کہ ان مشقت کے ایام میں وہ آرام کر سکیں، بعد میں ان پر نماز کی قضاء بھی لازم نہیں ہے، اسی طرح فرض نماز کے دوران حیض و نفاس شروع ہو گیا تو وہ نماز بھی معاف ہو گئی، پاک ہونے کے بعد اس کی قضاء لازم نہیں، نیز اگر نماز کے آخری وقت میں حیض یا نفاس شروع ہوا اور ابھی نماز نہیں پڑھی، تب بھی وہ معاف ہو گئی۔ جہاں تک ایک اور اہم عبادت یعنی روزے کا تعلق ہے، تو یہاں پر بھی عورتوں کو کئی طرح کی رعایتیں دی گئی ہیں، خواتین کو مخصوص طور پر چند اعذار کی وجہ سے ماہ رمضان میں افطار یعنی روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، ان اعذار میں حیض و نفاس، حمل اور رضاعت شامل ہیں، البتہ ان اعذار کی وجہ سے ترک کئے ہوئے روزوں کی قضاء لازم ہے۔

دیگر عبادات کی طرح حج کی ادائیگی میں بھی خواتین کو مراعات حاصل ہیں، مثلاً حائضہ تمام اعمال حج ادا کرے گی، احرام باندھے گی، وقوف عرفات کرے گی، مزدلفہ میں رات گذارے گی، کنگری مارے گی، البتہ بیت اللہ کا طواف پاک ہونے سے پہلے نہیں کرے گی، البتہ اگر اس نے پاکی کی حالت میں طواف کر لیا ہو اور طواف سے فراغت کے بعد اسے حیض آجائے تو حالت حیض ہی میں سعی کر سکتی ہے، کیونکہ سعی کیلئے طہارت لازمی شرط نہیں ہے، اسی طرح طواف افاضہ (زیارت) کے بعد اگر عورت کو حیض آجائے تو اسکو اجازت ہے جب چاہے سفر کر سکتی ہے، طواف وداع اس سے ساقط ہو جائے گا۔ نفاس والی عورت کا بھی وہی حکم ہے جو حائضہ کا ہے، کیونکہ کسی چیز کے ساقط ہونے یا واجب ہونے میں حیض و نفاس دونوں کا حکم یکساں ہے۔ جہاں تک استحاضہ کا حکم ہے، وہ ایسا ہے جیسے کسی کی نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو، ایسی عورت نماز بھی پڑھے، روزہ بھی رکھے، قضا نہیں کرنا چاہیے، البتہ اس کے لیے لازم ہے کہ وہ ہر وقت کی نماز کے لیے اسی نماز کے وقت میں نیا وضو کرے۔

خاندان اور سماج کا کردار:

اسلام وہ دین ہے جو زندگی کے ہر قدم پر راہنمائی کرتا ہے، اسلام مریض کی عیادت اور تیمارداری، خدمت، دیکھ بھال اور رحم لانہ سلوک کی تلقین کرتا ہے، کیونکہ بیماری کے دوران اہل و عیال ہی ہوتے ہیں جو مریض کے آس پاس ہوتے ہیں اور ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مریض کی دیکھ بھال میں کوئی لاپرواہی نہ برتیں۔ ایک صحت مند اور مریض کے درمیان اصل فرق ہی یہی ہے کہ صحت مند کسی کا محتاج نہیں ہوتا، اپنا کام خود کر سکتا ہے، اس کے برخلاف ایک مریض چونکہ اپنے کام کاج نہیں کر سکتا، اس لیے وہ گھر کے دوسرے افراد کا محتاج ہے۔ ایسی صورت حال میں مریض اور خصوصاً خاتون مریض پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے، اسکے ساتھ محبت اور نرمی سے بات کی جائے اور تیمارداری میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہیے، اس سلسلے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا طرز عمل ہمارے سامنے ہے کہ اس نے جنگ بدر جیسی اہم غزوہ میں اس لیے شرکت نہیں کی کہ وہ اپنی زوجہ محترمہ کی تیمارداری میں مصروف تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقعہ پر اُن سے فرمایا تھا: لَكَ اجْرُ رَجُلٍ شهِدَ بدْراً وسهمُهٗ[25]۔ "تمہارے لیے بدر میں شریک ہونے والے کے برابر اجر ہے اور تمہیں مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا جائے گا"۔

حدیث سے تو یہاں تک واضح ہوتا ہے کہ اگر ایک عورت خدانخواستہ کسی زنا کے نتیجے میں حاملہ ہوئی ہو، پھر بھی اس کے خاندان والوں پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کریں، جیسا کہ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ جہینہ کی ایک عورت جو زنا کے نتیجہ میں حاملہ تھی، نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا اے اللہ کے رسول (میں جرم کا ارتکاب کر کے) حد کو پہنچ گئی ہوں، آپؐ وہ حد مجھ پر نافذ فرمائیں (وہ حاملہ تھی) پس رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے ولی (سرپرست) کو طلب فرمایا اور اسے فرمایا اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، پس جب یہ بچہ جن لے تو اسے میرے پاس لانا، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا[26]"۔ جہاں تک معاشرے کی ذمہ داری کا تعلق ہے، تو اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ سے کئی ارشادات منقول ہیں، جن میں آپؐ نے مریض کی عیادت کی ترغیب دی ہے، بلکہ آپؐ خود بھی مریض کی عیادت کے لیے جاتے تھے، ایک حدیث میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوْا الْمَرِيْض وفُكُّو الْعانِي[27]۔ "بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور مریض کی عیادت کرو اور قیدی کو چھڑاؤ"۔

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" : اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے اے ابن آدم! میں

بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی، بندہ کہے گا اے میرے رب میں آپ کی عیادت کیونکر کرتا آپ تو رب العلمین ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تجھے علم نہیں ہوا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا لیکن تو نے اس کی عیادت نہیں کی، اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا[28]"۔

مذکورہ روایات سے مریض کی تیمارداری اور ان کی خدمت کی ترغیب ملتی ہے۔

معالج کی ذمہ داریاں:

پیشہ طب اعلیٰ واشرف پیشوں میں سے ہے، انسانوں کے کام آنا، ان کی پریشانی دور کرنا، ان کی حاجت روائی کرنا اوران کے دکھ درد میں سہارا بننا ایسی اعلیٰ انسانی قدریں ہیں جنہیں ہر زمانے میں اور ہر مذہب میں بنظر تحسین دیکھا گیا ہے، اسلام نے ان قدروں کا نسبتاً زیادہ لحاظ کیا ہے، ایک طبیب سے بجا طور پر توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے پیشہ میں ان انسانی قدروں کو ملحوظ رکھے گا۔ اسلام نے زندگی کے دیگر میدانوں کی طرح شعبہ طب کے میدان میں بھی کچھ حدود اور آداب بتائے ہیں، مسلم اطباء کو انہیں ملحوظ رکھنا چاہیے، اس طرح ایک طرف وہ انسانوں کی جانب سے عزت واحترام کے مستحق ہوں گے تو دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اوراجر وثواب سے بھی بہرہ ور ہوں گے۔ اس سلسلے میں بعض طبی اخلاقیات کا ذیل میں تذکرہ کیا جارہا ہے۔

1: طبیب کیلئے ضروری ہے کہ وہ فن طب سے کماحقہ واقفیت رکھتا ہو، خاص طور پر وہ جس مرض کا علاج کرنا چاہتا ہے، اس کی حقیقت اور مریض کے مزاج کو اچھی طرح سمجھ کر ہی علاج شروع کرے، اللہ کے رسول ﷺ نے بغیر جانکاری کے علاج ومعالجہ کرنے سے سختی سے منع کیا ہے، ارشاد فرمایا: مَنْ تطبَّب ولم یعلم منه طب قبل ذٰلك فهو ضامن۔[29]

ترجمہ: جس شخص نے طب سے واقفیت کے بغیر علاج کیا تو وہ کسی بھی نقصان کا ضامن ہوگا۔

اندازہ کیجئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اناڑی لوگوں کی طرف سے علاج کے معاملہ میں کتنی شدید تنبیہ فرمائی ہے، آج کل ایک سنگین مسئلہ یہ ہے کہ ہر شخص خود کو ڈاکٹر سمجھ کر مشورے دیتا ہے، بالخصوص عمر رسیدہ خواتین طرح طرح کے مشوروں سے نوازنا اپنا فرض منصبی سمجھتی ہیں اور بعد میں یہی مشورے بسا اوقات مریضہ کے لیے خطرہ ثابت ہوتے ہیں۔ خاص کر ہمارے قبائلی اور دیہاتی زندگی میں غیر تعلیم یافتہ اور غیر تربیت یافتہ دائیوں کی نگرانی میں زچگی کا عمل کروایا جاتا ہے جو کہ انتہائی خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔

2: طبیب کو یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے علاج سے تقدیر نہیں بدل سکتا، وہ صرف حکم الٰہی کی تعمیل میں علاج کررہا ہے، شفا دینے والا اللہ ہے، وہ شفا کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا رہے۔

3: طبیب کو چاہیے کہ وہ حرام چیزوں کے ذریعہ علاج معالجہ سے احتراز کرے، البتہ کسی حرام چیز سے بنی دوا کا استعمال ایسی صورت میں بکراہت جائز ہے جب اسے استعمال نہ کرنے کی صورت میں مریض کو خطرہ لاحق ہو اور اس دوا کا کوئی بدل بھی موجود نہ ہو

4: طبیب کو چاہیے کہ مریض کو کوئی ضرر رساں دوا نہ دے، لاعلاج امراض میں شفا سے مایوس مریضوں کی زندگی ختم کرنے کیلئے کوئی دوا نہ دے یا کوئی تدبیر اختیار نہ کرے، طبیب کا کام مرض کو دور کرنے کی کوشش کرنا ہے، کسی مریض کی جان لینا اس کے لیے جائز نہیں ہے۔

5: طبیب کو چاہیے کہ مرض خواہ کتنا ہی سنگین ہو مگر مریض کو شفا کی امید دلاتا رہے اور مرض کے بارے میں اس کا خوف دور کرتا رہے

اگر حالات اجازت دیتے ہوں تو علامات موت ظاہر ہونے پر مریض کو حقیقت حال سے باخبر کر سکتا ہے، تاکہ وہ توبہ واستغفار یا وصیت کر سکے۔

6: طبیب کو چاہیے کہ مریض کے راز کی حفاظت کرے، راز کی حفاظت آداب اور اخلاقیات میں سے ہے جنہیں اسلام نے عام زندگی میں برتنے اور ان کی پاسداری کرنے کا حکم دیا ہے، حدیث میں ہے:

مَنْ سَتَرَ عَلٰی مُسْلِمٍ فِی الدُّنْیَا سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔[30]

ترجمہ: جو شخص اس دنیا میں کسی مسلمان کی ستر پوشی کریگا تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستر پوشی کریگا۔

البتہ بعض مواقع پر افشاء راز کی نہ صرف اجازت ہے، بلکہ وہ ضروری ہو جاتا ہے، اس سلسلے میں بنیادی اصول یہ ہے کہ جب راز کو چھپانے سے کوئی فساد لازم ہو یا اجتماعی مفاد متاثر ہو رہا ہو، تو اس وقت اس کا افشاء طبی اخلاقیات کے منافی نہیں۔

7: طبیب کو چاہیے کہ بغیر کسی ناگزیر وجہ کے نہ اسقاط حمل کرے نہ کوئی ایسی دوا دے جس سے جنین ساقط ہو جائے اور نہ دوا یا عمل جراحی کے ذریعے بانجھ پن پیدا کرے لیکن اگر طبیب کی رائے میں عورت کی صحت کو شدید ضرر لاحق ہو تو حمل میں جان آنے سے پہلے یعنی 120 دنوں کے اندر حمل ضائع کیا جا سکتا ہے، اسی طرح عورت کی صحت کی خاطر اسکا آپریشن کر دینا تاکہ استقرار حمل نہ ہو سکے بھی جائز ہے۔ عارضی مانع حمل کی تدابیر اور ادویہ کا استعمال بھی عام حالت میں جائز نہیں، البتہ اگر عورت بہت کمزور ہو اور حمل کی متحمل نہ ہو سکتی ہو، یا ولادت کی صورت میں ناقابل برداشت تکلیف اور ضرر میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو یا بچہ موجود ہے، اس کی پرورش، رضاعت اور نشوونما میں ماں کے جلد حاملہ ہو جانے کی صورت میں نقصان کا خطرہ ہے، تو ایسی صورت میں مناسب وقفہ قائم رکھنے کی خاطر عارضی مانع حمل تدابیر اختیار کرنا جائز ہے۔

8: طبیب کو چاہیے کہ جنس مخالف کے علاج میں اسلامی تعلیمات کا خیال رکھے۔

اسلامی تعلیمات میں اصل یہ ہے کہ مرد کا اجنبی عورت کو دیکھنا اور اس کا علاج کرنا جائز نہیں، لیکن بعض صورتیں مستثنیٰ ہیں، مثلاً کوئی ایسی طبیبہ نہ ہو جس پر مریضہ یا اس کے گھر والے اعتماد کر سکیں، یا وہ اس مرض کی ماہر نہ ہو، جس میں وہ مریضہ مبتلا ہے، جب کہ اس مرض کا ماہر طبیب موجود ہے، البتہ ضروری ہے کہ دوران علاج کوئی تیسرا بھی موجود ہو، تاکہ خلوت میں فتنہ کا اندیشہ نہ رہے۔[31]

9: عورت کے علاج کے سلسلے میں پردے کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے، جیسا کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پچھنے لگوانے کی اجازت طلب کی، اس پر آپؐ نے ابو طیبہ کو حکم دیا کہ ام سلمہؓ کو پچھنے لگا دیں۔ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت جابرؓ نے کہا کہ ابو طیبہ سے جو سینگی لگوائی تو میرے خیال میں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت ام سلمہؓ کے دودھ شریک بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔[32]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کے سلسلے میں بھی پردے کا خیال رکھنا ضروری ہے، اگر معالج کے سامنے بے پردہ ہو کر آجانے میں کچھ حرج نہ ہوتا تو حضرت جابرؓ کو یہ کہنا نہ پڑتا کہ ابو طیبہؓ حضرت ام سلمہؓ کے دودھ شریک بھائی یا نابالغ لڑکے تھے۔

اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کے لیے جس میں ستر کھولنا پڑے، محرم کو تلاش کرنا چاہیے، اگر کوئی ماہر معالج محرم نہ ملے تو غیر محرم سے بھی علاج کرا سکتے ہیں، لیکن اس میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ مجبوراً جتنے بدن کا دیکھنا ضروری ہو، معالج بس اسی

قدر دیکھے، مثلاً علاج کے لیے نبض دیکھنے اور حال کہنے سے کام چل سکتا ہو تو اس سے زیادہ دیکھنا اور ہاتھ لگانا جائز نہیں، اسی طرح اگر بازو میں یا پاؤں میں زخم ہیں تو جتنی جگہ بوجہ مجبوری دیکھنے کی ضرورت ہو، بس اسی قدر دیکھ لے۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ضرورت کے لیے حکیم، ڈاکٹر کو جو جگہ دکھائی جائے تو حاضرین میں جو عزیز و قریبی موجود ہوں، ان کو اس جگہ کے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے، ہاں اگر حاضرین میں سے کوئی ایسا شخص ہے جسے شرعاً اس جگہ کا دیکھنا جائز ہے تو وہ اس پابندی سے خارج ہے۔

10: اگر مرد معالج کو تو پردے کا خیال ہو، لیکن مریض عورت اگر نقاب کے بغیر یا پردے میں کوتاہی کرتے ہوئے اس کے پاس علاج کے لیے آئیں اور معالج ان کو پردے کی پابندی کے ساتھ آنے پر مجبور نہیں کر سکتا تو مرد معالج کو چاہیے کہ وہ جہاں تک ہو سکے، اپنی نظروں کی حفاظت کرے اور دل کو قابو میں رکھے۔ اسی طرح عورت کو زنانہ امراض سے ہٹ کر کوئی آپریشن کرانا ہے، لیکن کوئی خاتون سرجن ایسی نہیں کہ جس کی مہارت پر تسلی ہو تو مرد سے بھی آپریشن کرا سکتی ہے۔

11: بچہ پیدا ہونے کے وقت دائی اور نرس کو صرف بقدر ضرورت پیدائش کی جگہ دیکھنا جائز ہے، اس سے زیادہ منع ہے اور آس پاس جو عورتیں موجود ہوں، اگرچہ ماں بہنیں ہی ہوں، ان کو بھی دیکھنا منع ہے، اس وجہ سے کہ ان کا دیکھنا بلا ضرورت ہے۔ اسی طرح اگر غیر مسلم دائی یا نرس بچہ پیدا کرانے کے لیے بلائی جائے تو اس کے سامنے سر کھولنا حرام ہو گا، کیونکہ کافر عورت کے سامنے مسلمان عورت صرف چہرہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ اور ٹخنوں سے نیچے تک دونوں پیر کھول سکتی ہے، ان کے علاوہ ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں ہے۔

بعض لوگ دائیوں اور لیڈی ڈاکٹروں کے بجائے مرد ڈاکٹروں سے بچے جنواتے ہیں، جب ہم جنس کو اپنی جنس کے ستر کی طرف بھی بلا ضرورت نظر ڈالنا جائز نہیں تو غیر جنس کو کیسے جائز ہو سکتا ہے اور غیر جنس میں بھی جتنا بعد ہو تا جائے گا اتنا ہی ممانعت اور حرمت میں تشدد بڑھتا جائے گا۔ مسلمان عورت کی ہم جنس مسلمان عورت ہے، اول بوقت ضرورت اس کو اختیار کیا جائے، اگر وہ دستیاب نہ ہو تو اس کے بعد کافر عورت ہے جو اجنبی مرد کے حکم میں ہے، اس کے بعد مرد ڈاکٹر کی اگر ضرورت ہی آپڑے تو مسلمان ڈاکٹر کو اختیار کیا جائے، اگر وہ دستیاب نہ ہو تو اس کے بعد کافر کی طرف رجوع کیا جائے، نہ کہ اول قدم میں کافر مرد کی طرف پہنچ جائیں۔[33]

خلاصہ یہ کہ اگرچہ خواتین مریضوں کو علاج و معالجہ کے سلسلے میں کافی مشکلات پیش آسکتی ہیں، لیکن آج کل چونکہ علاج کے وسائل اور سہولتیں پہلے زمانے کی نسبت زیادہ دستیاب ہیں، اس لیے ایک مسلمان خاتون مریضہ اگر اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھ کر اپنا علاج کرے تو اس کے لیے یہ ناممکن نہیں ہو گا۔

حوالہ جات

[1] بخاری، الامام الحافظ ابی عبداللہ محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب ماجآء فی الرقاق وانّ لاعیش الا عیشُ الآخرۃ

[2] ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، ابواب الزہد، باب ماجآئَ فی الزَّھادَۃِ فی الدُّنیا

[3] ترمذی، ابواب التفسیر، باب من سورۃ الہکم التکاثر

[4] ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، ابواب التجارۃ، باب الحث علی المکاسب

[5] مسلم، الامام الحافظ، ابی الحسن، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب القدر، باب الایمان بالقدر

[6] الترمذی، ابواب الطب، باب مآجاء فی الدواء والحثّ علیه

[7] ترمذی، ابواب الطب، باب ماجآء فی الرُّقی والادویة

[8] ابن القیم الجوزیة، شمس الدین ابی عبدالله محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی هدی خیر العباد، وحیدی کتب خانہ، پشاور، ج3، ص717

[9] ابن ماجه، السنن، کتاب الطب، باب الحناء

[10] مسلم، کتاب السلام، باب لِکُل داءٍ دوائٌ واستحبابِ التَّداوی

[11] سید امیر علی ملیح آبادی، مواہب الرحمن، مکتبہ رشیدیہ، لاہور، 2002ء، ج1، ص199

[12] مسلم، الجامع الصحیح، کتاب القدر

[13] ڈاکٹر کاشی رام، امراض نسواں، مکتبہ دانیال، لاہور، ص185

[14] مسلم، کتاب الطهارة، باب فضل الطهور

[15] عبدالقدوس، ماں کی صحت اوران کے حقوق، بحوالہ صحت اوراسلامی تعلیمات، بین المذاہب کونسل برائے صحت، ص22-27

[16] حکیم ہری چند ملتانی، تاج الحکمت، مکتبہ دانیال، لاہور، ص309-307

[17] وهبة الزحیلی، الفقه الاسلامی وادلته، دارالفکر، دمشق، 1989ء، ج1، ص478

[18] ابوداود، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الطهارة، باب اذا اقبلت الحیضة تدع الصلوٰة

[19] عبدالحق ہاشمی، حدیث نبویؐ اور سائنسی علوم، کراچی، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی، 2014ء، ص261-262

[20] حکیم نور محمد چوہان، امراض نسواں، مکتبہ دانیال، لاہور، ص59

[21] ڈاکٹر جاوید اقبال، عورتوں کے امراض، مکتبہ دانیال، لاہور، ص142

[22] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! حکیم محمد طارق محمود، سنت نبویؐ اور جدید سائنس، دارالمطالعہ، بہاولپور، س ن، ص324-320

[23] بخاری، کتاب الایمان، باب الدین یُسْرٌ

[24] البقرة 2:185

[25] ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان

[26] مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی

[27] بخاری، کتاب المرضیٰ، باب وجوب عیادة المریض

[28] مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل عیادة المریض

[29] ابن ماجه، ابواب الطب، باب من تطبّب ولم یعلم من طب

[30] ترمذی، ابواب البر والصلة۔ باب مآجاء فی الستر علی المسلمین

[31] ملاحظہ ہو! مجاہد الاسلام قاسمی، فقہی مباحث (طبی اخلاقیات کے شرعی اصول وضوابط) ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، 1998ء، ج10، ص407-410

[32] مسلم، کتاب السلام، باب لِکُل داءٍ دواءٌ واستحبابِ التَّداوی

[33] ڈاکٹر مفتی عبدالواحد، مریض ومعالج کے اسلامی احکام، مجلس نشریات اسلام، کراچی، 2013ء، ص416-414